# جاوید احمد غامدی

مولانا فضل محمد یوسف زئی

## سیاق وسباق کے آئینہ میں (تیسری قسط)

### ظالموں کی مدح سرائی سے پیسہ کمانے کی مذمت

’’وعن سعد بن أبی وقاص رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللّٰہ ﷺ: لاتقوم الساعة حتی یخرج قوم یأکلون بألسنتهم کما تأکل البقرةُ بألسنتها‘‘۔ (رواہ احمد)

ترجمہ:...’’حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک کہ ایک ایسی جماعت پیدا نہیں ہوجائے گی جو اپنی زبانوں کے ذریعہ اس طرح کھائے گی جس طرح گائے اپنی زبانوں سے کھاتی ہے۔‘‘

’’بألسنتهم‘‘ یہ ’’لسان‘‘ کی جمع ہے، زبان مراد ہے۔ مطلب یہ ہے کہ یہ لوگ زبان کو کھانے، پینے کا ذریعہ بنائیں گے، وہ اس طرح کہ فساق وفجار کی بے جا مدح کریں گے، ان کی مدح میں اشعار اور قصیدے پڑھیں گے اور زبان کو موڑ موڑ کر ان کی تعریفیں کریں گے اور اس سے پیسہ کما کر کھائیں گے یا کسی بے گناہ کی مذمت کریں گے اور پیسہ کما کر کھائیں گے۔ یہ لوگ حلال وحرام کی تمیز نہ کرنے میں اس حیوان اور گائے کی مانند ہوں گے جو اپنی زبان کے ذریعہ سے ہر قسم کی رطب ویابس اور صالح وخبیث گھاس کو لپیٹ لپیٹ کر جمع کرتی ہے اور پھر کسی تمیز کے بغیر کھا جاتی ہے۔ ان لوگوں سے غلط قسم کے شعراء اور خطباء مراد ہیں جو حق وباطل اور حلال وحرام کی تمیز نہیں کرتے ہیں۔ ساتھ والی حدیث کی تشریح بھی اسی طرح ہے۔

### فصاحت وبلاغت میں بے جا تکلف مذموم ہے

’’وعن عبد اللّٰہ بن عمر رضی اللہ عنہما أن رسول اللّٰہ ﷺ قال: إن اللّٰہ یبغض البلیغ من الرجال الذی یتخلل بلسانہٖ کما یتخلل البقرة بلسانها‘‘۔ (رواہ الترمذی وابوداؤد)

ترجمہ:......’’اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ شخص سخت ناپسندیدہ ہے جو کلام وبیان میں حد سے زیادہ فصاحت وبلاغت کا مظاہرہ کرے، بایں طور کہ وہ اپنی زبان کو اس طرح لپیٹ لپیٹ کر باتیں کرے جس طرح گائے اپنے چارہ کو لپیٹ لپیٹ کر جلدی جلدی اپنی زبان کے ذریعہ کھاتی ہے۔‘‘

''البلیغ'' فصاحت و بلاغت کے ساتھ بے جا مبالغہ کرنے والا مراد ہے، جو منہ پھاڑ پھاڑ کر اور زبان گھما گھما کر حق و باطل میں تمیز کیے بغیر کلام کرتا ہو اور حد شرعی سے تجاوز کرتا ہو، شرعی حدود کے اندر کلام کرنے میں کوئی قباحت نہیں ہے۔ ''یتخلل'' أی ''یلف الکلام بلسانه کماتلف البقرة بلسانها العلف'' یعنی زبان کو لپیٹ لپیٹ کر کلام کرتا ہے جس طرح گائے گھاس کو لپیٹ کر کھاتی ہے، زورِ قلم سے قلمکاری و مقالہ نگاری کر کے حق کے خلاف لکھنا اس میں داخل ہے۔

**بے عمل واعظین کا حشر**

''وعن أنس رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللّٰہ ﷺ: مررتُ لیلةً أسری بی بقوم تقرض شفاھھم بمقاریض من النار، فقلت: یا جبرائیل! من ھؤلآء؟ قال ھؤلآء خطباء أمتک الذین یقولون مالایفعلون۔'' (رواہ الترمذی)

ترجمہ:... ''اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: معراج کی رات میں میرا گزر کچھ ایسے لوگوں پر ہوا جن کی زبانیں آگ کی قینچیوں سے کاٹی جارہی تھیں، میں نے (یہ دیکھ کر) پوچھا کہ جبرائیل! یہ کون لوگ ہیں؟ جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ: یہ آپ کی امت کے واعظ و خطیب ہیں جو ایسی باتیں کہتے ہیں جن پر خود عمل نہیں کرتے۔''

''تقرض'' یہ صیغہ ''قرض'' کے مادہ سے ہے جو کاٹنے کے معنی میں ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جو خطباء زبان سے کچھ کہتے ہیں اور عمل دوسرا کرتے ہیں اور حدودِ شرعیہ کا خیال نہیں رکھتے، فصاحت و بلاغت کی منہ زوری سے باطل کو حق اور حق کو باطل دکھاتے ہیں، معراج کی رات وہ لوگ آنحضرت ﷺ کو دکھائے گئے کہ ان کے ہونٹوں کو بطور سزا قینچیوں سے کاٹا جارہا تھا، کیونکہ ان کا باطن ان کے ظاہر سے مخالف تھا، جیسا کہ کسی نے کہا ہے:

واعظاں کیں جلوہ بر محراب و منبر می کنند چوں بخلوت می روند کارِ دیگر می کنند

**چرب لسانی کے بارے میں وعید**

''وعن أبی ھریرة رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللّٰہ ﷺ: من تعلم صرف الکلام لیسبی به قلوبَ الرجال أو النساء لم یقبل اللّٰہ منه یوم القیامة صرفاً ولاعدلاً۔''

ترجمہ:... ''اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: جو شخص اس مقصد کے لیے گھما پھرا کر بات کرنے کا سلیقہ سیکھے کہ وہ اس کے ذریعہ مردوں کے دلوں یا لوگوں کے دلوں پر قابو حاصل کرلے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن نہ اس کی نفل عبادت قبول کرے گا اور نہ فرض۔''

''صرف الکلام'' کلام کو گھمانا پھرانا مراد ہے، یعنی باتوں کے گھمانے پھرانے، اُلٹنے پلٹنے اور چرب لسانی کا خوب سلیقہ سیکھے۔ ''لیسبی'' سبی سے ہے، قید کرنے کو کہتے ہیں، مراد یہ ہے کہ لوگوں کے دلوں کو زورِ لسانی اور مبالغہ آرائی سے اپنی طرف مائل کرتا ہے، حقیقت کو چھپا کر ضرورت سے زیادہ



www.banuri.edu.pk

فصاحت وبلاغت کا مظاہرہ کرتا ہے، تاکہ لوگ اس کی طرف متوجہ ہوں اور یہ شخص اپنا مطلب نکال سکے، جس طرح آج کل کے اکثر مضمون نگاروں کا پیشہ ہے۔ ''صرفًا'' اس سے نفل عبادت مراد ہے۔ ''**عدلا**'' اس سے فرض عبادت مراد ہے۔ بعض علماء نے ''**صرفا**'' سے توبہ کرنا مراد لیا ہے اور ''**عدل**'' سے فدیہ مراد لیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ایسے شخص کی یہ عبادات قبول نہیں ہوں گی۔ اس حدیث میں منہ زوری، مبالغہ آرائی اور چرب لسانی کی شدید مذمت کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائے، لوگ تو اس پر فخر کرتے ہیں۔

زبان کی بے احتیاطی اور الفاظ کی عیاشی کی یہ بیماری عرب وعجم سب کا مشترکہ مشغلہ رہا ہے۔ عرب کے شعراء اور مقالہ نگاروں نے زمین وآسمان کے ایسے قلابے ملائے ہیں کہ دوسری دنیا ان کے سامنے بے بس نظر آتی ہے۔ بادشاہوں کی خوشامد اور بے جا تعریفات میں عرب اتنے آگے نکل گئے کہ زبانِ نبوت سے ان کے قابو کرنے کے لیے سخت وعیدات آئیں اور اللہ تعالیٰ نے قرآن عظیم میں ایسے لوگوں کی سخت مذمت فرمائی۔ آج کل عربی اخبارات اور جرائد ورسائل میں روزانہ ہزاروں ایسے مضامین شائع ہوتے ہیں جن میں فصاحت وبلاغت اور ادبی میدان میں اتر کر چرب لسانی کے ذریعہ اسلام پر اعتراضات کرنے والے اسلام کے خلاف خوب اپنے دلوں کا بھڑاس نکال رہے ہیں۔ عرب کے علاوہ عجم کی دنیا میں مقالہ نگاری، قلمکاری اور دانشوری کے دعویدار قلم کے زور سے اسلام کے خلاف روزانہ ہزاروں مضامین چھاپ رہے ہیں۔ انگریزی اخبارات کا تو مشغلہ یہی ہے۔ اردو اخبارات میں بھی ایسے بدباطنوں کی کمی نہیں ہے جو بڑی دیدہ دلیری سے اسلام اور اہل اسلام کے خلاف کھل کر لکھ رہے ہیں۔ ان اخبارات کے مقالہ نگار زبان وقلم اور فصاحت وبلاغت کے چست جملے چسپاں کرنے اور مقالہ نگاری کا جوہر دکھانے کے لیے اسلام اور اسلام کے مبارک احکامات اور اسلام کی مقدس ہستیوں کو تختۂ مشق بنا رہے ہیں۔

آپ غور کریں! سلمان رشدی ملعون مقالہ نگاری ہی کے شوق میں اپنے گندے منہ سے اپنے گندے لعاب کا گندہ ملبہ اسلام پر پھینک کر اپنے گندے آقاؤں کے پاس چلا گیا۔ تسلیمہ نسرین اور بے غیرت ملالہ یوسف زئی نے بھی یہی تو کیا۔ ایسے سینکڑوں منافقین اور ملحدین نے اپنا ایمان ووطن بیچ کر خالص دنیوی اغراض ومقاصد کے لیے اسلام کے خلاف مقالے لکھے اور پھر بھاگ کر اپنے مغربی آقاؤں کی گود میں جاکر بیٹھ گئے۔ وحید الدین خان کو ذرا دیکھ لیجئے، وہ برصغیر ہندوستان میں بیٹھ کر زبان وبیان اور قلم کا سارا زور اسلام اور مسلمانوں کے خلاف استعمال کررہا ہے۔ پٹنہ میں جاکر سرسوتی بت کے سامنے جھک گیا اور ہفتہ وار رسالہ زندگی کی رپورٹ کے مطابق اس موقع پر اس نے قشقہ بھی لگایا اور ہندوستان کی متعصب اسلام دشمن آر ایس ایس، وشواہندو پریشد، شیوسینا، اور بجرنگ دل کی تنظیموں کے ساتھ مل کر ان کے جلسوں میں شریک ہوتا ہے اور مسلمانوں کے خلاف بولتا رہتا ہے۔ اسی ملک میں اس سے پہلے سرسید احمد خان نے نصف صدی تک انگریزوں کی خوشامد اور خدمت میں اسلام اور اہل اسلام کے خلاف جو کچھ لکھا وہ اسی قلم کی دانشوری اور ادبی اسکالری کی نحوست تھی۔ غلام احمد قادیانی بھی اسی

مقالہ نگاری کے شوق میں مسلمانوں کو دھوکہ دے کر پہلے مہدی بنا، پھر مسیح موعود کا ڈھنڈورا پیٹنے لگا اور پھر نبوت کا دعویٰ کر بیٹھا۔ غلام احمد پرویز کی تحریرات کو دیکھو، اس نے اسی قلمکاری اور مقالہ نگاری میں انکارِ حدیث کا فتنہ کھڑا کر دیا۔ شبلی نعمانیؒ کی قلمکاری کو دیکھو وہ اپنے پڑھنے والوں کو آگ لگا دیتے ہیں، لیکن کئی مقامات میں ان کے قلم نے بھاری لغزشوں کا ارتکاب کیا ہے، اللہ تعالیٰ ان کی لغزشوں کو معاف کرے۔ ادھر سید ابوالاعلیٰ مودودی صاحب نے اپنے قلم کے زور پر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اور انبیاء عظام علیہم السلام پر کیچڑ اچھالا، خلافت وملوکیت جیسی اعتراضات سے بھری ہوئی کتاب لکھی، رسائل ومسائل میں متنازع مسائل کھڑے کر دیے اور نئی نسل کو ایک مشکوک ذہن دے کر چھوڑ دیا، تاہم ان کی جماعت نے اب ٹھہراؤ کا راستہ اختیار کیا ہے، اللہ کرے مزید سدھر جائیں۔ یہ سب مقالہ نگاری اور قلم کاری کی مصیبت تھی اور غلط لوگوں کی صحبت تھی۔ بدقسمتی سے نیاز فتح پوری جیسے ملحد اور زندیق شخص کی صحبت نے مودودی صاحب کی اچھی قلمکاری کو کج راہی دکھائی، پھر مودودی صاحب کے قریبی رفقاء میں امین احسن اصلاحی صاحب ان کو مل گئے، وہ بھی مقالہ نگاری اور قلم کاری میں غضب کے ماہر تھے، یوں محسوس ہو رہا تھا کہ وہ جماعت اسلامی کے بانیان میں سے ہیں، پھر مودودی صاحب کے ان سے اختلافات ہو گئے تو وہ جماعت سے الگ ہوئے اور اپنے اُس غلط مشن کو جاری کیا جو حمید الدین فراہی نے اُنہیں دیا تھا۔

امین احسن اصلاحی کے مشن کو آگے بڑھانے کے لیے ان کو جاوید غامدی صاحب ملے۔ یہ پہلے مودودی صاحب کے ساتھ جماعت اسلامی میں تھے، جماعت اسلامی میں غامدی صاحب نے اتنی ترقی کی کہ ان کے حواری ان کو مودودی صاحب کا جانشین بتانے لگے۔ امین اصلاحی کی جماعت اسلامی سے علیحدگی نے جاوید احمد غامدی کو اپنی طرف کھینچ لیا اور غامدی صاحب امین احسن اصلاحی صاحب کے پکے مرید اور عقیدت مند بن گئے اور کج راہی کے سارے گُر اور کرتب امین احسن صاحب نے ان کو سکھلائے۔ یہ سلسلۂ شرمساری جو کچھ بھی تھا، اس میں بنیادی وجۂ اشتراک یہی قلم کاری اور یہی مضمون نگاری اور یہی لفاظی اور یہی شعبدہ بازی تھی اور بدقسمتی سے اس میدان میں غامدی صاحب کو نئی نسل اور نئی پود میں ایسے نوعمر نوجوان ملے جو شاگردوں اور خادموں کی صورت میں غامدی صاحب کے بوجھ کو ہلکا کر رہے ہیں اور اپنے قلم سے وہ زہر افشانی کر رہے ہیں کہ جن گوشوں اور کونوں کھانچوں پر ضعیف العمری کی وجہ سے غامدی صاحب کی نظر نہیں پڑی تھی، ان کے نوعمر شاگردوں نے ان کو اس طرح ڈھونڈ لیا کہ غامدی صاحب اس پر عش عش کرنے لگے، قصہ وہی ہوا جو شاعر نے کہا:

تھا جو ناخوب بتدریج وہی خوب ہوا
کہ غلامی میں بدل جاتا ہے قوموں کا مزاج

## زبان کی چرب لسانی سے متعلق عجیب احادیث

زبان کی تیز طراری اور الفاظ کی عیاشی اور شعبدہ بازی اور دانشوری کے دبیز پردوں کے نیچے

اسلام کے خلاف عیاری ومکاری اور نفاق کا بڑا طوفان اگر کوئی دردمند مسلمان سمجھنا چاہتا ہے تو وہ مندرجہ ذیل احادیث ترجمہ کے ساتھ پڑھے:

۱:... ''عن أبی عثمان النھدی قال: إنی لجالس تحت منبر عمرؓ وھو یخطب الناس، فقال فی خطبتہ: سمعت رسول اللّٰہ ﷺ یقول: إن أخوف ما أخاف علٰی ھٰذہٖ الأمۃ کل منافق علیم اللسان''۔ (مسند احمد، ج:۱،ص:۲۹۷، ط: قاہرہ)

ترجمہ:... ''حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے منبر نبوی پر خطبہ کے دوران فرمایا کہ: میں نے نبی اکرم ﷺ سے یہ فرماتے ہوئے سنا کہ بے شک اس امت کے لیے سب سے زیادہ خوفناک خطرہ جو میں محسوس کررہا ہوں وہ ہروہ منافق ہے جو زبان کی تیز طراری کا ماہر ہو۔''

۲:... تقریباً یہی روایت بیہقی نے شعب الایمان، ج:۲،صفحہ:۲۸۴ پر ذکر کی ہے، اس میں اتنا اضافہ ہے کہ: ''زبان چلانے کے یہ ماہر منافقین میرے بعد آئیں گے۔''

۳:... کنز العمال، ج:۱۰،ص:۱۸۶ پر بھی انہیں الفاظ کے ساتھ یہ حدیث مذکور ہے۔

۴:... ابوبکر ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو کچھ الفاظ کے اضافہ کے ساتھ یوں نقل کیا ہے:

''عن عمران بن حصینؓ قال: قال رسول اللّٰہ ﷺ أخوف ما أخاف علیکم جدال منافق علیم اللسان''۔ (موارد الظمآن،ص:۱۵)

ترجمہ:... ''حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرمایا کہ: آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ: مجھے تم پر سب سے زیادہ جس چیز کا خوف ہے وہ اس منافق کا جھگڑا اور مباحثہ ہے جو زبان کا تیز طرار اور ماہر ہوگا۔''

اس مضمون کو آگے بڑھانے کے ضمن میں بطور تبرک حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''دور حاضر کے فتنے'' سے کچھ اقتباسات قارئین کے سامنے رکھتا ہوں جو اس موضوع سے مناسبت رکھتے ہیں، حضرت فرماتے ہیں:

''اہل علم واہل قلم حضرات کا فتنہ

''افسوس کہ ہم ایک ایسے دور سے گزر رہے ہیں جس میں اربابِ علم اپنے علمی تقاضوں کو نہیں پورا کررہے ہیں اور اربابِ جہل علمی مسائل میں دخل دے رہے ہیں۔ ہر صاحب 'قلم' صاحب علم بننے کا مدعی ہے۔ کتابوں کے اُردو تراجم نے اس فتنے کو اور وسعت دی ہے۔ اُردو تراجم جہاں ایک اصلاحی مفید خدمت انجام دے سکتے تھے، افسوس کہ عصر حاضر میں 'وَإِثْمُهُمَا أَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا'' کا مصداق بنتے جارہے ہیں جن کا ضرر ونقصان فائدہ ونفع سے کہیں بڑھ گیا ہے۔

دورِ حاضر جہاں مختلف فتنوں کی آماجگاہ ہے، وہاں قلم کا فتنہ شاید سب سے گوئے سبقت لے جارہا ہے۔ ایک حدیث میں ہے جسے درمنثور میں بحوالہ ''مسند احمد''، ''الأدب المفرد للبخاریؒ''

www.banuri.edu.pk

اور ''مستدرک حاکم'' بروایت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ذکر کیا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے قیامت سے پہلے چھ فتنوں کا ذکر فرمایا ہے جن میں سے ایک ''فشو القلم''، یعنی ''قلم کا طوفان'' ہے۔ اس حدیث کی روشنی میں آج طوفانِ قلم کی فتنہ سامانی کا اندازہ ہر عاقل کر سکتا ہے۔

علمی میدان میں ان حضرات کا دائرہ نہ صرف بہت محدود و تنگ ہے، بلکہ ہے ہی نہیں۔ اردو کے تراجم سے کچھ سطحی معلومات حاصل کر کے ہر شخص دورِ حاضر کا مجتہد بنتا جا رہا ہے، اور ''إعجاب کل ذی رأی برأیه'' (ہر شخص اپنی رائے کو پسند کرتا ہے اور اس پر فخر کرتا ہے) اس فتنے نے ''کریلا اور پھر نیم چڑھا'' والی مثل صادق کر دی ہے، اور ناشرین نے محض تجارتی مصالح کے خیال سے سستے داموں عالم نما جاہلوں سے تراجم کرا کر فتنہ کو اور بڑھا دیا ہے۔ غرض کہ فتنوں کا دور ہے، ہر طرح کے فتنے اور ہر طرف سے فتنے ہی فتنے نظر آتے ہیں۔ ان فتنوں کے سد باب کے لیے مستقل اداروں کی ضرورت ہے جن کا اساسی مقصد صرف یہی ہو کہ ان تراجم کا جائزہ لیا جائے اور اخبارات میں شائع ہونے والے مقالات کی نگرانی ہو۔ (افسوس کہ) اربابِ جرائد و مجلّات کا مقصد محض تجارت ہے، اور اربابِ قلم کا مقصد محض شہرت ہے یا پھر کچھ مادی منفعت بھی پیشِ نظر ہے۔

بلا شبہ علمی و دینی نقطۂ نظر سے یہ وقت کا اہم ترین مسئلہ ہے اور اسلامی احکام کی روشنی میں اگر صحیح متفقہ حل پیش کیا جائے تو کمیونزم کا سد باب ہو سکتا ہے۔ دنیا کی مادی بنیادیں دو ہیں جن پر معاش و معیشت کا دار و مدار ہے: ایک زراعت اور ایک صنعت و تجارت۔ دونوں چیزیں حیاتِ انسانی کے لیے بمنزلہ ریڑھ کی ہڈی کے ہیں، اس لیے دینِ اسلام نے ان کے احکام پورے طور پر بیان کر دیے، قرآن و حدیث و فقہ اسلامی میں ان کی تفصیلات موجود ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ مفکرین اربابِ دین و اربابِ علم جن کی علمی زندگیاں انہی بادیہ پیمائیوں میں گزری ہیں اور جن کی بے لوث زندگیاں اخلاص و تقویٰ سے معمور ہیں اور جن کی فکری و اجتہادی صلاحیتیں مسلم ہیں، جلد سے جلد کسی مرکز میں بیٹھ کر وفاقی اجتماعی حل پیش کریں۔ شخصی طور پر اس پچاس سال میں بہت کچھ لکھا جا چکا ہے۔ اگرچہ اربابِ اقتدار آج کل اتنے جری ہو گئے کہ فوجی طاقت کے بل بوتے پر ہر حکم نافذ کرتے ہیں، اور اسلام کے ادعاء کے باوجود ہر قید و بند سے آزاد ہو کر احکامات صادر فرماتے رہتے ہیں۔ ان حالات میں بے چارے اہل علم یا اربابِ دین کی باتوں کو وہ کہاں درخورِ اعتناء سمجھتے ہیں؟ لیکن بارگاہِ ربوبیت میں اپنی مسئولیت پوری کرنے کے لیے ہر وقت اس کی ضرورت ہے۔'' (دورحاضر کے فتنے، ص: ۱۰۰)

اسی کتاب کے دوسرے مقام پر حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''علمی فتنے

علمی فتنے وہ ہوتے ہیں جو علوم و فنون کی راہ سے آتے ہیں۔ تاریخ اسلام میں ان علمی فتنوں کی مختلف صورتیں رہی ہیں۔ بہر صورت ان علمی فتنوں کا اثر براہ راست اعتقاد پر پڑتا ہے۔ ان فتنوں میں



www.banuri.edu.pk

سب سے زیادہ خطرناک فتنہ ''باطنیہ'' (اسماعیلیہ فرقہ) کا تھا جو قرامطہ کے دور میں اُبھرا اور خوب پھلا پھولا۔ اس فتنہ کا سب سے بڑا اور برا نتیجہ یہ نکلا کہ دین میں الحاد وتحریف کا دروازہ کھل گیا اور اسلامی حقائق ''ضروریات دین'' متواتراتِ اسلام، بنیادی عقائد واعمال، مجمع علیہ شعائر اسلام میں تاویلوں اور تحریفوں کے دروازے کھل گئے (اور اسی کے نتیجہ میں نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج اور دیگر شعائر اسلام ان کے مذہب سے نکالے گئے) اس آخری دور میں یہ فتنہ بہت بڑے پیمانے پر تمام اسلامی ممالک میں یورپ سے درآمد ہونا شروع ہوا۔ اور مستشرقینِ یورپ نے تو اس کو ایسا اپنا نصب العین بنالیا کہ درس وتدریس، تصنیف وتالیف، نشر واشاعت، تحقیق وریسرچ غرض ہر دلکش اور پُر فریب عنوان سے اس کے پیچھے پڑ گئے، اپنی زندگیاں اس کے لیے وقف کردیں، اور اسلام سے انتقام لینے کا اس کو ایک ''کارگرترین حربہ'' قرار دے لیا، یہاں تک کہ جو طلبہ اسلامی ممالک سے پی. ایچ. ڈی کی ڈگریاں حاصل کرنے کی غرض سے یورپین ممالک کا سفر کرتے ہیں ان درس گاہوں میں ان طلبہ سے ''اسلامی موضوعات'' پر ایسے ''مقالات ومضامین'' لکھواتے ہیں کہ وہ مسلمان طلبہ بھی اسلامی معتقدات کے بارے میں کم از کم ''تشکیک'' کے اندر ضرور مبتلا ہوجاتے ہیں۔ یہ وہ دردناک داستانیں ہیں جن کی تفصیل کے لیے بے پایاں دفتر درکار ہیں۔ مجمع الزوائد میں حافظ نورالدین ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ نے بحوالہ ''معجم طبرانی'' ایک حدیث بروایت عصمۃ بن قیس سلمی صحابیؓ نقل کی ہے:

''إنه كان يتعوذ من فتنة المشرق، قيل: فكيف فتنة المغرب؟ قال: ''تلك أعظم وأعظم۔''

ترجمہ:... ''نبی کریم ﷺ فتنۂ مشرق سے پناہ مانگا کرتے تھے۔ آپ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ مغرب میں بھی فتنہ ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ: وہ تو بہت ہی بڑا ہے، بہت ہی بڑا ہے۔''

یقین سے تو نہیں کہا جاسکتا کہ آپ ﷺ کی مراد فتنۂ مغرب سے کیا ہے؟ ہوسکتا ہے کہ سقوطِ اندلس کی طرف اشارہ ہو کہ وہاں اسلام کا پورا بیڑہ ہی غرق ہوگیا، اور نام کا مسلمان بھی کوئی اس ملک میں نہ رہا، تمام ممالک پر کفر کا غلبہ ہوگیا۔ لیکن ہوسکتا ہے کہ بلادِ مغرب کے اس فتنہ میں استشراق کی طرف بھی اشارہ ہو کہ الحاد وتحریف کا یہ فتنہ مغربی دروازوں سے ہی تمام دنیا کے مسلمان ملکوں میں داخل ہوگا جو سب فتنوں سے زیادہ خطرناک اور عالمگیر ہوگا، بہرحال الفاظِ حدیث کے عموم میں تو یہ داخل ہے ہی۔'' (دورِ حاضر کے فتنے، ص:۲۱)

## ضروری وضاحت

جناب جاوید احمد غامدی صاحب کے متعلق سلسلہ وار مضمون کی یہ تیسری قسط ہے اور ان شاء اللہ! بقیہ اقساط ماہنامہ بینات کے آئندہ شماروں میں آتی رہیں گی۔ چونکہ اس تحریک کے درست تعارف کے لیے جاوید غامدی صاحب، مولانا حمید الدین فراہی اور مولانا امین احسن اصلاحی کے احوال وافکار کے متعلق بنیادی معلومات ضروری تھیں، اس لیے بجائے خود خامہ فرسائی کرنے کے حضرت مفتی ابولبابہ صاحب مدظلہ کی ایک تحریر سے استفادہ کیا گیا تھا، جو کچھ عرصہ قبل ایک معاصر ہفت روزے کی زینت بن چکی ہے، جس کا حوالہ رہ گیا تھا۔ ریکارڈ کی درستگی کے لیے اس کی وضاحت ضروری تھی، لہٰذا قارئین بینات نوٹ فرمالیں۔

(جاری ہے)



www.banuri.edu.pk